بیچا گیا سامان واپس کس ریٹ پر لیا جائے؟

ریفرینس نمبر:IEC-469 تاریخ:06-02-2025

کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلے میں کہ بعض دکانوں مثلاً سینیٹری کی دکان، بجلی کے سامان کی دکان سے لوگ سامان خریدتے ہیں۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ سامان مکمل استعمال ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ سامان بچ جاتا ہے۔ اب اگر وہ بچا ہوا سامان دوبارہ اسی دکاندار کے پاس واپس لے کر آتے ہیں تو کیا دکاندار اس سامان کو اسی قیمت پر واپس لینے کا پابند ہو گا جس پر اس نے بیچا تھا؟ یا اسے اختیار ہے کہ مرضی کی قیمت پر واپس لے؟ کیونکہ اگر بیچی گئی قیمت پر واپس لے تو دکاندار کا نفع ختم ہو جاتا ہے اور اگر کم قیمت پر واپس لے تو گاہک ناراض ہوتا ہے۔ تو کیا دکاندار بغیر تفصیل بتائے اس سامان کو کم قیمت پر خرید سکتا ہے؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق والصواب

پوچھی گئی صورت میں دکاندار جو سامان خریدار کو بیچ چکا ہے، اگر اس میں کوئی عیب نہیں ہے تو دکاندار اس سامان کو واپس لینے کا شرعاً پابند نہیں ہے، کیونکہ سودا مکمل ہو چکا ہے۔ البتہ اگر خریدار وہ سامان دکاندار کو واپس کرنا چاہے اور دکاندار اس سے سابقہ قیمت کی بجائے کم قیمت پر لینے کی پیشکش کرے تو سامان کے مالک سے نئی قیمت طے کر کے سودا کر سکتا ہے۔ یہ ان دونوں کے درمیان نیا سودا شمار ہو گا جسے کرنے کا اختیار فریقین کو حاصل ہے۔

جب خرید و فروخت مکمل ہو جائے تو اس کے متعلق علامہ ابو الحسن علی بن ابی بکر الفرغانی المرغینانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ، ہدایہ میں لکھتے ہیں: ”**اذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع، ولا خیار لواحد منهما** الا من عیب او عدم رؤیۃ“ یعنی: جب ایجاب و قبول ہو جائے تو بیع لازم ہو جاتی ہے اور بائع اور مشتری کسی کو بھی یکطرفہ طور پر معاہدے سے پھرنے کا اختیار نہیں ہوتا سوائے خیارِ عیب اور خیارِ رویت کے۔

(الھدایہ مع بنایۃ، جلد 08، صفحہ 11، مطبوعہ بیروت)

مجلۃ الاحکام العدلیہ میں ہے: ”الثمن المسمى هو الثمن الذي يسميه ويعينه العاقدان وقت البيع بالتراضي، سواء كان مطابقا للقيمة الحقيقية أو ناقصا عنها أو زائدا عليها“یعنی ثمن مسمیٰ وہ قیمت ہے جس کو دونوں فریق باہمی رضامندی سے عقد بیع کے وقت نام لے کر طے کریں، خواہ وہ قیمت اصل (بازاری) قیمت کے مطابق ہو یا اس سے کم ہو یا اس سے زیادہ ہو۔

(مجلۃ الاحکام العدلیۃ، صفحہ33، مطبوعہ کراچی)

درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام میں ہے: ”أن الثمن المسمى قد يكون بقيمة المبيع الحقيقية يكون أيضا أزيد من القيمة الحقيقية أو أنقص“یعنی: ثمن مسمیٰ کبھی مبیع کی حقیقی قیمت کے برابر ہوتا ہے اور کبھی وہ حقیقی قیمت سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور کم بھی ہو سکتا ہے۔

(درر الحکام فی شرح مجلۃ الاحکام، جلد1، صفحہ124، دار الکتب العلمیہ)

سیدی اعلیٰ حضرت، امام اہل سنت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: ”ہر شخص کو اختیار ہے کہ اپنا مال جو عام نرخ سے دس روپے کا ہو، برضائے مشتری سو روپیہ کو بیچے یا ایک ہی پیسہ کو دے دے۔“

(فتاوی رضویہ، جلد17، صفحہ611، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

واللہ اعلم عزوجل **ورسولہ اعلم** صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

کتبـــــــــــــــــــــہ

ابو محمد مفتی علی اصغر عطاری مدنی

07شعبان المعظم1446ھ/06فروری2025ء

نوٹ: مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دار الافتاء اہلسنت اور مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ اور مرکز الاقتصاد الاسلامی کے فیس بک پیج islamicEconomicsCentre سے کی جاسکتی ہے۔
دار الافتاء اہل سنت ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net | مرکز الاقتصاد الاسلامی (Islamic Economics Centre) کی ویب سائٹ www.iecdawateislami.com

ایڈریس: فیضان پلاٹ نزد حنفیہ مجاہدین مسجد متصل عالمی مدنی مرکز فیضانِ مدینہ
Email:appointment@iecdawateislami.com